کوکن میں مسلمانوں کی آمد اور اس کے لسانی اثرات

● منظور الحسن منظورؔ

پرنٹ میڈیا اور ابلاغ و تشہیر کے موجودہ برق رفتار زمانے میں مختلف موضوعات پر ہر روز سینکڑوں کتابیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر بازار میں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے بیشتر کتابوں کا تعلق شعر و شاعری، انشا پردازی، افسانہ نویسی اور ناول نگاری جیسے سہل الحصول مواد سے ہوتا ہے جہاں قلمکار کی فکر و نظر کی بلند پروازی، طبیعت کی موزونیت اور زود نویسی ہی شرطِ اولین ہوتی ہے۔ اگر یہ حاصل ہو جائے تو ایسی کتابیں ہفتہ عشرے یا مہینہ بھر میں بھی لکھی اور شائع کی جا سکتی ہیں۔ اس میں وہ مجموعۂ کلام مستثنیٰ ہیں جو کسی شاعر کے زندگی بھر کا سرمایہ اور وارداتِ قلبی کا عکس ہوتے ہیں۔ دینی، علمی اور ثقافتی موضوعات قدرے مشکل مگر ان کا مواد بھی قابلِ حصول ہوتا ہے۔ لیکن اس کا انحصار بھی قلمکار کے وسعتِ مطالعہ پر ہے۔ جب کہ تحقیقاتی موضوعات پر قلم فرسائی کافی دشوار گزار مرحلوں سے گزر کر ہی منزلِ مقصود تک پہنچتی ہے۔ اس شعبے میں بھی ماقبل تاریخ کے ثقافتی، جغرافیائی، عمرانی اور لسانی موضوع جیسا کہ ہمارے بحث کا عنوان ہے اتنا مشکل ترین اور عرق ریزی کا محققانہ کام ہے کہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لئے مہینے تو کیا سالہا سال بھی لگ جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے کہ اس موضوع کا تعلق تاریخ نویسی کے دور سے قبل کا ہونے کی وجہ سے قدیم تاریخ کے یہ تانے بانے بُننا کوئی آسان کام نہیں ہے کیوں کہ یہ تحریری مواد سیاحوں کے مخطوطات، تاجروں کی ڈائریوں اور اس زمانے کے معروف مورخوں کی بیاضوں میں بکھرا ہوا ہے، پتھروں کی سلوں پر کندہ ہے یا جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں پر لکھا ہوا ہے جن کو مجتمع کر کے دیانتداری سے ایک مستند اور مکمل تاریخ مرتب کرنا جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔

راقم الحروف کی معلومات کے مطابق شمولِ کوکن ہندوستان کے مغربی ساحل پر مسلمانوں کی آمد سے متعلق ابتدائی کتابوں میں مولانا سید سلیمان ندوی کی کتاب ''عرب و ہند کے تعلقات''، مولانا سید عبدالحی کی کتاب ''نزہۃ الخواطر''، مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کی کتاب ''یادِ ایام'' اور سید غلام علی آزاد بلگرامی کی کتاب ''سبحۃ المرجان'' ایسی کتب تاریخ ہیں جن کو بعد کے مورخین و محققین نے مذکورہ موضوع پر بنیادی اور تمہیدی کتابوں کے طور پر تسلیم کیا اور اسی سے استفادہ کیا ہے۔ ان کتابوں کے بعد ایک اور قابلِ قدر کتاب بھی منصۂ شہود پر آئی جسے بھٹکل کے مولانا خواجہ بہاؤالدین صاحب اکرمی ندوی نے بڑی محنت شاقہ سے تالیف کی ہے۔ 472 صفحات کی یہ کتاب ''عرب و دیارِ ہند'' کے نام سے مولانا موصوف نے اپنے استاد محترم سید سلیمان ندوی کی ترغیبات سے متاثر ہوکر لکھنی شروع کی لیکن اس کی تکمیل 1980ء میں مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کے

● 15 ... روڈ، کھڑکی، پونے-411003

سیر حاصل اور بلیغ مقدمے کے ساتھ ہوئی۔ اسی مقدمے میں ''نزہۃ الخواطر'' جو مولانا سید ابوالحسن ندوی کے والدِ محترم کی تالیف کردہ کتاب ہے کے متعلق لکھتے ہیں کہ اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو اسلامی ہند کا یہ (علمی) خزانہ ایسا دفینہ بن کر رہ جاتا جسے برآمد کرنے کے لئے فرہاد کے جگر اور قیس کے جنون کی ضرورت پڑتی۔ ان محققانہ کتابوں کے علاوہ قاضی اطہر مبارکپوری کی کتاب ''عرب و ہند عہدِ رسالت ﷺ میں''، محمد اسحاق بھٹی کی تصنیف ''برصغیر میں اسلام کے اوّلین نقوش''، محی الدین مومن کا پی ایچ ڈی (Ph.D) کا مقالہ ''تاریخ کوکن''، محترمہ ڈاکٹر میمونہ دلوی کا مقالہ ''کوکن کے لوک گیت'' بھی زیورِ طباعت سے مزین ہوکر ادبی دنیا میں آئے اسی طرح ہمارے ایک اور باذوق دوست مظفر ٹھاکر بھی ''ڈسکوری آف کوکن'' کے عنوان سے بڑی ضخیم کتاب مرتب کر رہے ہیں لیکن تادمِ تحریر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا یہ کام اشاعت کے کن مراحل میں ہے۔ بہرحال اب ہم اپنے اصل موضوعِ بحث کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

راقم الحروف بہت پہلے ہی اپنے مضمون ''ہندستان میں فارسی زبان کا ارتقا'' اور ''صوفیائے کرام کی ادبی خدمات'' میں اس بات کی مکمل وضاحت کر چکا ہے کہ کس طرح باہمی میل ملاپ، ثقافتی اختلاط و ارتباط نے اور صوفیائے کرام کی اصلاح پسند تحریکات سے متاثر ہوکر بغیر کسی سیاسی جبر و تشدد کے ہندستان میں ہر بڑی زبان میں اور ملک کی انگنت ذیلی زبانوں میں، جیسے جنوبی ہند کی گجری، مرہٹی، دکنی، تامل اور ملیالی زبانیں مثال ہیں عربی و فارسی کے شیریں اور عام فہم الفاظ بڑی تعداد میں داخل ہوکر روزمرہ کی زبان میں برتے جانے لگے تھے۔ یہ عمل سب سے پہلے ہندستان کے مغربی ساحل پر اور خصوصاً جنوبی ہند پر عرب سیاحوں، تاجروں اور صوفیائے کرام کی وجہ سے بہت زیادہ ہوا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اس طرح کا لسانی اختلاط مسلمانوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے ہوا۔ تاریخ کے اوراق تو بتاتے ہیں کہ ظہورِ اسلام کے بعد 93ھ میں محمد بن قاسم ثقفی نے سب سے پہلے سندھ پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے چار سو سال بعد 416ھ میں محمود غزنوی نے پہلے پہل ملتان پر حملہ کیا۔

ہندستان کے مغربی ساحل بشمول گجرات، کوکن، بھٹکل، ملبار تا راس کماری تک یہ لسانی اختلاط تو چار سو سال پہلے ہی بڑے پُر امن انداز میں شروع ہو چکا تھا۔ انہی زبانوں میں مہاراشٹر کی مرہٹی زبان بھی شامل ہے۔ کئی صدیوں بعد جب یہ علاقہ شاہانِ گجرات اور عادل شاہی دور کے ماتحت آیا تب کہیں جا کر فارسی زبان کو حکومت کی پشت پناہی حاصل ہوئی اور فارسی زبان کو دفتری زبان کہلانے کا موقع ملا۔ اُس دور میں خود مرہٹی زبان میں ایسی توانائی اور ادبی صلاحیت نہیں تھی کہ یہ کسی حکومت کی دفتری زبان بنتی۔ ہر پچیس پچاس میل کے فاصلے پر اس زبان کا لب و لہجہ ایسا بدل جاتا کہ وہ ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جاتی۔ یہ بات آج بھی اس زبان کا خاصہ ہے۔ بہرحال وقت کے تقاضوں کے ساتھ مرہٹی زبان میں فارسی زبان کا اتنا بڑا ذخیرہ داخل ہوکر اس کی تحریر و تقریر کا اٹوٹ حصہ بن گیا کہ جنگِ آزادی کے مشہور لیڈر بال گنگا دھر تلک کو مرہٹی زبان سے فارسی کے الفاظ کو خارج کرنے کے لئے ''مرہٹی زبان کا شدھی کرن'' نام کی سیاسی و ادبی تحریک چلانی پڑی۔ اس کے باوجود مرہٹی زبان اور اس کے لوک گیتوں اور

عام بول چال کی زبان میں فارسی کے انگنت الفاظ اس طرح شامل ہیں کہ اس کے اہل زبان بھی انہیں بڑی روانی کے ساتھ بولتے اور لکھتے ہیں۔اس کی ایک جھلک حسب ذیل فہرست سے لگ سکتی ہے اس میں کئی الفاظ ایسے ہیں جو ہیں تو فارسی الاصل ،مگر مرہٹی زبان میں ''اپ بھرنس'' ہو گئے ہیں یعنی، ہجے اور لہجہ بدل کر بولے جاتے ہیں جیسے ملکیت کو ملکت ،سہولت کو سولت ،شیر قند کو شری کھنڈ اور فرنویس کو پھڑنس وغیرہ وغیرہ۔علاوہ اس کے اردو اور فارسی زبان کے صحیح وسالم الفاظ بھی بڑی کثیر تعداد میں اس زبان کی زینت بنے ہوئے ہیں جن کی مختصر سی فہرست یوں ہے:

الف: آباد،آبرو،آدمی،آرام،آواز،امانت،اولاد،اصلی

ب: بابا،بابت،باری،باریک،بچہ،باغ،بدستور،برابری،برخاست

پ: پاجامہ،پادری،پار،پارہ،پاندان،پائیدان،پر،پرچہ،پردہ

ت: تابوت،تاج،تاریخ،تاکید،تپ،تمیز،تخت،تحصیل،تحصیلدار،تاویز

ث: ثابت،ثبوت،ثالث۔ — ج: جادو،جاگیر،جاگیردار،جانور،جگر

چ: چادر،چائے،چرم،چشمہ۔ — ح: حاصل،حد،حرام،حلال،حساب

خ: خاص،خان صاحب،خاندان۔ — د: داخل،دالان،دام،دانہ،دبدبہ

ذ: ذات،ذمہ،ذمہ داری۔ — ر: راست،راستی،راگ،رسالدار،رعیت

ز: زبان،زبردست،زنجیر،زندہ۔ — س: سادہ،سازندہ،سامان،سبب،سیاہی

ش: شاباش،شاعر،شربت،شرم۔ — ض: ضرورت،ضروری،ضدی،ضرورت مند

ط: طاقت،طبیعت،طلب،طنبورہ۔ — ظ: ظلم،ظاہر،ظاہر نامہ

ع: عاشق،عامدار،عدالت،عرف۔ — غ: غافل،غدار،غرض،غضب،غلام

ف: فاضل،فائدہ،فتور،فرصت۔ — ق: قابل،قاصد،قاضی،قافلہ،قبضہ

ک: کارخانہ،کاروبار،کبوتر،کرایہ۔ — گ: گائے،گپ شپ،گردن،گماشتہ،گناہ

ل: لائق،لشکر،لگن،لنگر۔ — م: مات،مال،مالدار،ماہر،مجال،محتاج،محصول

ن: نابود،ناحق،نادار،نازک۔ — و: واجب،وارث،ورم،وزیر،وسیلہ،وصول

ہ: ہاکی،ہرگز،ہمت،ہندو۔ — ی: یاد،یار،یونانی،یہودی وغیرہ وغیرہ

اس وقت ہمارا موضوع بحث چونکہ ''مرہٹی پر فارسی کا اثر'' نہیں ہے اس موضوع پر بابائے اردو مولوی عبدالحق کی بسیط کتاب ہے جس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مندرجہ بالا الفاظ جو مرہٹی میں مشتمل ہیں ایسے

ہزاروں الفاظ سے متعلق صرف اتنا ہی کہیں گے کہ یہ الفاظ نہ صرف اردو زبان میں مروج ہیں بلکہ ازبکستان ،آذربائیجان، تاجکستان ،ایران،ترکی ،افغانستان،کشمیر،قازگستان اور قرغیز جیسے ممالک کی زبانوں میں انہیں معنوں (ایک آدھ مستثنیات کو چھوڑ کر) میں بولے جاتے ہیں اور یہ دس بارہ ملکوں کا مشترکہ لسانی سرمایہ ہے۔اس سے آپ خود ہی اندازہ لگائیے کہ جس کسی نے مرہٹی زبان سے فارسی کے الفاظ کو خارج کیا ہے اس نے لسانی یگانگت کا کتنا بڑا جرم کیا ہے۔اپنی زبان میں کسی دوسری زبان کے الفاظ کی موجودگی کوئی لسانی عیب نہیں ہے بلکہ اس سے زبان کی زرخیزی میں اضافہ ہوتا ہے اس کی بہترین مثال ہماری اردو زبان ہے۔اس وقت ہمارا موضوع بحث تو صرف یہیں تک محدود ہے کہ کوکن کے اضلاع تھانہ ،رائیگڈھ ،رتنا گیری اور سندھو درگ کے 720 کیلو میٹر لمبوترے حصہ پر آباد کوکنی مسلمان جو دراصل عربی النسل تھے انہوں نے بہت جلد یہاں کی کوکنی زبان (جو مرہٹی آمیز تھی) کو اپنی مادری زبان کے طور پر اپنا لیا۔آج بھی کوکنی مسلمان اپنی گھریلو اور معاشرتی زندگی میں بڑی روانی کے ساتھ یہی کوکنی زبان بولتے ہیں اسی طرح کوکن سے ملحق مشرقی علاقے کے مسلمان یہاں کی مقامی دکنی زبان بولتے ہیں۔کوکن اور دکن کے جغرافیائی محل وقوع کو سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ سہیادری کے فلک بوس بلند پہاڑوں کا طویل سلسلہ کوکن اور دکن کے درمیان حائل ہے۔جس کے مغرب میں کوکن اور مشرق میں دکن واقع ہے۔لیکن ان دونوں علاقوں کے مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور لسانیات کا اگر بغور اور محققانہ مطالعہ کیا جائے تو ایک تعجب خیز بات آپ کو صاف نظر آئے گی کہ دکن کے مسلمانوں کی بہ نسبت کوکن کے مسلمانوں نے اپنے مذہبی تشخص اور اسلامی تہذیب وتمدن کو بدرجہ اتم قائم رکھا ہے۔

مضمون کے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی بات کو اسی اظہار حقیقت پر ختم کرتا ہوں کہ اگر چہ کوکنی مسلمان آج بھی اپنے گھروں میں اور سماجی زندگی میں کوکنی زبان بولتے ہیں اور اپنی شناخت کے لئے اسے قائم رکھنا بھی پسند کرتے ہیں لیکن غیر کوکنی حضرات کو شاید یہ کھلی حقیقت معلوم نہ ہوگی کہ کوکنی مسلمان جس طرح کی کوکنی زبان اپنے گھروں اور مجلسی زندگی میں بولتے ہیں وہ اس کوکنی بھاشا سے بہت مختلف ہے جو یہاں کے غیر مسلم کوکنی بولتے ہیں اس میں 25 فیصد عربی وفارسی کے الفاظ ہوتے ہیں اور تقریباً یہی حالت بھٹکل کی نوائطی اور ملیالی زبان کی بھی ہے۔'' کوکنی مسلمانوں کی کوکنی زبان'' کی ایک بہترین مثال آج سے سو سال پہلے کے ایک قلمی نسخہ کی ہے۔اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیے۔یہ مخطوطہ راقم کے پاس موجود ہے:

مخطوطے کا نام:	نصیحت النساء ،مجالس النساء
مصنف کا نام:	محترمہ حمیدہ بانو کھتکھتے ،بمبئی
کاتب:	غالباً خود مصنفہ
سال کتابت:	1306ھ م 1888ء
مخطوطے کی زبان اور حالت:	کوکنی زبان، خوش خط

بیاض کے صفحات اور اشعار: 30 صفحات 492/اشعار

قلم پہلے تو لکھ یہہ لاالٰہ — کہ جاچی شان ہے الحمد للہ
کرا تعریف تیا ذاتی چی یارا — کہ زچلا جانی یو منذان سارا
فنا دنیا ہے، دولت جھوٹی ینچی — بقا اک ذات ہے اللہ چی سچی
حمیدہ لکھ تو پہلے حمد خدا چی — ادب شی لکھ ثنائی مصطفےٰ ﷺ چی
کہ جیا جیا واسطی دنیائی زھلے — خدا نی تیانچی خود تعریف کیلے
خدا پیدا نہ کرتا ذات یانچی — بنا دنیا چی بالکل نائی ہوتی
بنایا ذات بابرکات شی ہے — جمیلہ مرتب خلد بریں ہے
محیاں یا زمیں چا رتبہ اعلا — زمیں شی تا فلک زھیلا ہے بالا
فخر کیلا زمیں نی یو فلک ور — مبارک پائیں ہیں حضرت ﷺ چے ماور
عجب یاراں تی شوکت شان ہوتی — چندہ گوہر مانند موتی
عجب ہے ذات بابرکات یانچی — ہے بے نکتہ محمد ﷺ شان یانچی
محمد کا ... چے زور سن ہے حرفاں — محمد ﷺ چے بھی تورے سن ہے حرفاں
تصدیق یانچیاں درشی سگلے قرباں — فرشتے حور و غلماں جن و انساں
... رتبہ سگلے شی یانچا — لقب ہے رحمۃ للعالمین چا
ثنا تعریف ہے خود یانچی قرآں — کریل تعریف یانچی کاے انساں

بہر حال چند اشعار مذکورہ بالا مخطوطے سے مُشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ کوکنی مسلمانوں کے یہاں میلاد النبی ﷺ، گیارہویں شریف اور شہادت ناموں کا طرزِ بیاں بھی اسی طرح کا ہوتا ہے اور ان کی بولی میں بھی عربی و فارسی الفاظ کی ایسی ہی بھرمار ہوتی ہے۔

محترمہ ڈاکٹر میمونہ دلوی اپنی کتاب ''کوکن کے لوک گیت'' میں اسی بات کا خلاصہ ''مسلم کوکنی'' کے عنوان سے اس طرح کرتی ہیں کہ ہندستان کے مغربی ساحل پر:

''گوا سے شمال کی طرف (علاقۂ کوکن) بڑھتے ہوئے اس بولی میں عربی اور فارسی کے الفاظ کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ خاص طور سے مسلمانوں کی بولی میں یہ (زبان) مسلم کوکنی ہے جو اپنی علیحدہ شناخت رکھتی ہے۔ سندھ درگ، رتناگیری، رائے گڑھ، تھانہ اور بمبئی کی مسلم کوکنی بولیاں معمولی فرق اور ذخیرۂ الفاظ کے باوجود یکسانیت

رکھتی ہیں۔ اُردو میں عربی و فارسی الفاظ کی بہتات ہے۔ ایسے کئی الفاظ کے ساتھ آمیز ہو کر جس کوکنی بولی نے نشو و نما پائی وہ مسلم کوکنی ہے۔'' (صفحہ 128)

الختصر ہندستان کے مغربی ساحل کو سب سے پہلے جن صحابۂ کرام کے قدوم پاک کا شرف حاصل ہوا اگر چہ تاریخ کا یہ عظیم الشان پہلو ظہور اسلام کے بعد بھی کئی صدیوں تک جامع تحریر میں تو موجود تھا لیکن اس دور میں تاریخ نویسی کا رواج اور شعور نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام معلومات انفرادی طور پر مختلف قلمی نسخوں اور تذکروں میں بکھری ہوئی تھیں جنھیں مجتمع کر کے اوراق میں منظم و محفوظ کرنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ لیکن ایسی دشوار گزار راہوں کو بھی جیالے صحرا نوردوں نے بڑی جوانمردی سے پار کر کے منزلِ مقصود کا پتہ لگا ہی لیا۔ چنانچہ محمد اسحاق بھٹی نے اپنی کتاب بعنوان ''برصغیر میں اسلام کے اوّلین نقوش'' میں بڑی تحقیق اور دیانت داری کے ساتھ لکھا ہے کہ:

''تاریخ اور جغرافیہ کی قدیم عربی کتاب سے پتا چلا کہ یہ خطہ (ہندستان کا مغربی ساحل) جو علم و فضل کے اعتبار سے اب انتہائی سرسبز و شاداب ہے وہاں اسے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام بھی تشریف لائے اور تابعین کے ساتھ ان کے شاگردوں تبع تابعین نے بھی یہاں ''قال اللہ و قال الرسول ﷺ'' کی مسرت انگیز اور محبت افزا صدائیں بلند کیں۔ یہ چند سطریں جو معزز قارئین کے زیرِ مطالعہ ہیں برصغیر میں تشریف لانے والے پچیس صحابۂ کرام بیالیس تابعین اور اٹھارہ تبع تابعین کا تذکرہ موجود ہے اور ان کے وہ حالات بیان کئے گئے ہیں جو ہمارے علم و مطالعے میں آئے ہیں۔''

ماہرینِ لسانیات کا کہنا ہے کہ انہیں نفوسِ قدسیہ کے ساتھ عرب سیاحوں اور تاجروں کی بڑی تعداد جب یہاں سکونت پذیر ہوئی تو کوکن کی مقامی بولی اور عربی زبان ایک دوسرے میں ایسی خلط ملط ہوئی کہ کوکنی مسلمان اپنے گھروں اور مجلسی زندگی میں زیادہ تر یہی ملی جلی زبان (مسلم کوکنی) بولنے لگے۔

ارضِ کوکن دیکھ کر منظور بھی مدہوش ہے
ہے فسوں انگیز کیا الفت شعاروں کی زمیں

☆☆☆

''سچی محبت سمندر کی طرح لامحدود ہے اور یہ تمام حدود اور سرحدوں کو پار کر کے اپنے اندر پوری کائنات کو سمیٹ لیتی ہے۔'' (مہاتما گاندھی)